بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

رسالہ تشحیذ الاذہان

مرتبہ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

جلد ۱۱	بابت ماہ اگست سنہ ۱۹۱۶ء مطابق شوال سنہ ۱۳۳۴ھ	نمبر ۸

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عوام سے عار طلباء سے عہ۸؍

غیر ممالک سے عا۸؍

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور چوہدری عبدالسلام پبلشر نے شائع کیا

وَيُكَلِّمُ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا

کلام شادِ قادیانی

حضرت فرخ قادیانی کا وہ کلام جو عنفوانِ شباب میں زیب رقم فرمایا۔ گاہے گاہے تشحیذ میں چھپتا رہا ہے۔ اسوقت کسی کو کیا معلوم تھا کہ یہی نوجوان جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ محمد ثانی علیہ التحیۃ والثناء کے خطاب سے سرفراز ہونیوالا ہے۔ آج ہم حضرت شادِ قادیانی کا وہ کلام پیش کرتے ہیں جو ۱۴ برس کی عمر کا ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مطاع قوم بننے والا مبارک وجود بچپن میں کن پاکیزہ جذبات کو اپنے سینے کے اندر رکھتا تھا +

اپنے کرم سے بخش دے میرے خدا مجھے
بیمار عشق ہوں ترا - دے تو شفا مجھے

جب تک کہ دم میں دم ہے اسی دین پر رہوں
اسلام پر ہی آئے جب آئے قضا مجھے

بیکس نواز - ذات - ہے تیری ہی اے خدا
آتا نظر نہیں کوئی تیرے سوا - مجھے

منجملہ تیرے فضل و کرم کے ہے یہ بھی ایک
عیسےٰ مسیح سا ہے دیا رہنما مجھے

تیری رضا کا ہوں میں طلبگار ہر گھڑی
گر یہ ملے تو جانوں کہ سب کچھ ملا مجھے

ہاں ہاں نگاہِ رحم ذرا اس طرف بھی ہو
بحرِ گناہ میں ڈوب رہا ہوں - بچا مجھے

موسیٰ کے ساتھ تیری رہیں لن ترانیاں
زنہار میں نہ مانوں گا چہرہ دکھا مجھے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان

بابت ماہِ اگست ۱۹۱۶ء

کشتیٔ نوح

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو بہت نصیحت کی اور ہر طرح سمجھایا کہ وہ راہ ہلاکت کو چھوڑ راہ ہدایت کو اختیار کرے لیکن اس قوم نے بجائے خدا تعالےٰ کے نذیر کی آواز پر لبیک کہنے کے انکار پر اصرار کرنا اپنا شیوہ بنا لیا۔ یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اپنی قوم سے مایوسی ہو گئی۔ کیونکہ جسقدر آپ ان کو رحمت الٰہی کے قریب کرنے کی کوشش کرتے اسی قدر وہ شریر قوم دُور بھاگتی۔ جس قدر آپ کھول کھول کر دعوت حق کرتے اسی قدر وہ بدبخت قوم اپنی انگلیاں کانوں میں ڈالتی۔ اور اپنے آپ کو نوح علیہ السلام سے چھپاتی اور ضد کرتی اور بہت ہی تکبّر کے ساتھ دعوت حقّہ کو ردّ کرتی۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ ان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمدہٗ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان

بابت ماہ اگست ۱۹۱۶ء

کشتی نوح

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو بہت نصیحت کی اور ہر طرح سمجھایا کہ وہ راہ ہلاکت کو چھوڑ راہ ہدایت کو اختیار کرے لیکن اس قوم نے بجائے خدا تعالےٰ کے نذیر کی آواز پر لبیک کہنے کے انکار پر اصرار کرنا اپنا شیوہ بنا لیا۔ یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اپنی قوم سے مایوسی ہو گئی۔ کیونکہ جسقدر آپ ان کو رحمت الٰہی کے قریب کرنے کی کوشش کرتے اسی قدر وہ شریر قوم دُور بھاگتی۔ جس قدر آپ کھول کھول کر دعوت حق کرتے اسی قدر [illegible] بدبخت قوم اپنی انگلیاں کانوں میں ڈالتی۔ اور اپنے آپ کو نوح علیہ السلام سے چھپاتی [illegible] در سند کرتی اور بہت ہی تکبر کے ساتھ دعوت حقہ کو رد کرتی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان

کے گناہوں کی سزا کا وقت آپہنچا۔ اور نوح علیہ السلام نے جناب الٰہی میں دُعا کی کہ:-

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِينَ دَيَّارًا ۲۹/۱

یعنی اے میرے رب تو اس زمین پر کافروں کی کوئی بستی نہ چھوڑ۔ اس دُعا کا نتیجہ یہ ہُوا کہ غیرتِ الٰہی جو اپنے پیاروں کی خاطر تمام جہان کو زیر و زبر کر دیتی ہے جوش میں آگئی۔ اور حکم دیا کہ:-

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ - ۱۲/۴

اے نوح تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہماری وحی کے مطابق کشتی بنا۔ اور اب ظالموں کے متعلق کوئی سفارش نہو۔ چنانچہ کشتی بنائی گئی۔ جس پر قوم ہنستی تھی۔ لیکن عذاب الٰہی قہری بارش کے رنگ میں ظاہر ہُوا۔ آسمان پھٹ گیا زمین سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے اور بڑا عظیم الشان طوفان آیا اور نوح کی پکار کے مطابق سرکش ہلاک کئے گئے اور نوح اور آپ کے اہل بچائے گئے چنانچہ قرآن کریم میں ہے:-

وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ۝ ۱۷/۶

یعنی نوح نے جب دُعا کی تو ہم نے اُسکی دُعا قبول کی جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ ہم نے نوح کو مع اس کے اہل کے کرب عظیم سے نجات بخشی۔ دوسری آیات میں آپ کے ساتھ کشتی میں سوار ہونے والے تمام لوگوں کے اس طوفان عظیم سے بچنے کا ذکر ہے اور آپ کے مخالف ظالموں کی ہلاکت کا بیان ہے۔ جو دلیل ہے حضرت نوح کے منجانب اللہ ہونے کی۔

اب ہم اس واقعہ کو مدنظر رکھ کر مسیح موعود کی صداقت کو پرکھتے ہیں تو آپ کی صداقت نہایت صفائی سے ثابت ہوتی ہے بلکہ یقیناً نوح علیہ السلام کی صداقت سے مسیح موعود کی صداقت زیادہ قوی اور روشن دلائل سے ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اِدھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مامور کئے جاتے ہیں۔ اُدھر قدیم سنت اللہ کے مطابق آپ کی مخالفت میں آوازیں بلند ہوتی ہیں اور لوگ قوم نوح کی طرح شرارت سے پیش

آتے ہیں۔ نہ صرف مسیح موعود کی باتوں پر ہنسی کرتے ہیں بلکہ ہر قسم کی ایذا رسانی سے کام لیتے ہیں اور کوئی پہلو ایسا باقی نہیں چھوڑتے کہ جس سے مسیح موعودؑ کی توہین اور تذلیل ہو کاش لوگ اس شرارت سے باز رہتے اور غضب الٰہی سے دُنیا میں تو بچ جاتے۔ ایک طرف معاصی کا زور اسقدر کہ مسلمان صرف نام کے مسلمان رہ گئے۔ اور کوئی بدی نہ تھی جو اس گروہ میں نہ آگئی ہو۔ غرض یہود و نصاریٰ کی سی حالت تھی اور یہ پیشگوئی جو مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے کی تھی کہ:۔

لتتبعن سنن من کان قبلکم شبراً بشبرٍ اذراعاً بذراع حتی لو دخلوا حجر ضب لا تبعتموهم قلنا یا رسول الله الیهود والنصارٰی قال فمن (اخرجه البخاری)

بالکل پوری ہو چکی تھی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی نے تفہیمات الٰہیہ میں اس حدیث کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ یہ سب کچھ میں نے دیکھ لیا۔ واقعی مسلمان یہود و نصاریٰ ہو گئے اور شاید یہی وجہ تھی کہ آپ کو بتایا گیا کہ قیامت قریب آگئی اور مہدی علیہ السلام نکلنے کو ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

علمنی ربی جل جلاله ان القیامة قد اقترب والمهدی تهیئا للخروج والکمال قد انقطعت نموه بعد حامل الطریقة المتنافرة وعسیٰ ان لا یکترث هٰذا الوحی اطول الاعمار فسبحان الله ماذا نزل من الفتن بحسب امر من الکمال ان ینعکس فیه انوار الحامل الوحی انا لله وانا الیه راجعون۔ تفہیمات الٰہیہ ۔

اور حضرت شاہ صاحب نے تفہیمات میں ظہور المہدی کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ:۔

فانه لما طغی النصرانیون علی ملة الاسلام کان من حکمة الله ان یظهر من آل النبی صلے الله علیه وسلم قامعاً لطغیانهم۔

غرض جس بلا کو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے آج سے قریباً دو سو برس پہلے دیکھا تھا وہ بلا تیرھویں صدی کے آخر میں کامل ہو چکی۔ اس لئے قدیم وعدوں کے مطابق مہدی موعود

چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگیا اور سیل ضلالت کو دیکھ کر آپ نے طاعون کے بھیجے جانے کی دُعا کی، جو آپ کے مندرجہ ذیل شعر میں ہے:۔

ولما طغی الفسق المبید بسیلہ تمنیت لو کان الوباء المتبر

یعنی جب فسق ہلاک کرنے والا حد سے بڑھ گیا تو میں نے آرزو کی کہ اب ہلاک کرنیوالی طاعون چاہیئے پس خدا تعالےٰ نے جو قدیم سے اپنے رسولوں کی مدد کرتا آیا ہے، اُس نے دشمنوں کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ اور اہلِ دُنیا کو اُن کے ظلموں کی سزا دینے کے لئے بڑے بڑے زبردست حملے کئے جنمیں سے ایک طاعون بھی ہے جس کا حملہ معلوم نہیں کب ختم ہو اور اس سال تو وہ بشدت پھوٹ پڑی ہے لیکن قبل اسکے کہ وہ ظاہر ہوتی خدا کے مسیح نے ازراہ ترحم دُنیا کو خبردار کیا۔ اور بتایا کہ طاعون کے سیاہ پودے پنجاب میں لگائے گئے ہیں۔ اس لئے اگر دُنیا اپنی بھلائی چاہتی ہے، تو اب بھی وہ میری اطاعت اختیار کرلے ورنہ اب یہ عذاب ٹل نہیں سکتا لیکن لوگوں نے ہنسی کی اور کہا کہ یہ جھوٹ ہے حالانکہ وبا کے پڑنے کی خبر براہین احمدیہ میں بھی موجود تھی۔ مگر انھیں کیا معلوم تھا کہ اب غیرتِ الٰہی کچھ دکھانیوالی ہے۔ غرض طاعون کا عذاب الٰہی بڑے زور سے پھوٹ پڑا اور لوگوں کو کوئی بچنے کی صورت نظر نہ آئی اور ہر فرد بشر بزبانِ حال وقال این المفر۔ این المفر۔ پکار اٹھا۔ لیکن قبل اس کے کہ یہ عذاب الٰہی نازل ہوتا خدا تعالےٰ نے مسیح موعود کو مخاطب کرکے فرمایا کہ :۔

اِنِّی احافظ کل من فی الدار واحافظک خاصۃ

یعنی میں ہر ایک فرد بشر کو جو تیری چار دیواری کی کشتی میں ہے بچاؤں گا اور تجھے جو کشتی بان ہے خاص طور پر بچاؤں گا۔ پھر یہ وعدہ الٰہی کچھ عمومیت کے ساتھ آپ کے قریہ کے متعلق بھی ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ:۔

لولا الاکرام لھلک المقام۔ انہ اوی القریۃ

یعنی اگر تیری عزت کا پاس نہ ہوتا تو یہ مقام بھی ہلاک کردیا جاتا۔ مگر چونکہ ہمیں تیرا پاس ہے اس لئے یہ قریہ ہلاکت سے بچایا جائے گا اور اس پر عذاب شدید جھاڑو دینے والی صورت میں ہرگز نازل نہ ہوگا۔ پھر یہ وعدہ الہی کچھ اور عمومیت کے رنگ میں تمام

قوم کے لئے بھی ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ :-

"کر آں سعید ز طاعون نجات خواہد یافت | کہ جست و جست پناہے بچار دیوارم
مرا قسم بخدا و ند خویش و عظمت او | کہ ہست ایں ہمہ از وحی پاک گفتارم

جو نشانِ صداقت ان شعروں میں مذکور ہے اسکی تشریح مسیح موعود نے اس طرح کی ہے کہ :-

وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے جسکے علم تصرف سے کوئی چیز باہر نہیں اس نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ میں ہر ایک ایسے شخص کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو اس گھر کی چار دیوار میں ہوگا۔ بشرطیکہ وہ اپنے تمام مخالفانہ ارادوں سے دستکش ہو کر پورے اخلاص اور اطاعت اور انکسار سے سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر اور خدا کے احکام اور اسکے مامور کے سامنے کسی طرح متکبر اور سرکش اور مغرور اور غافل اور خود سر اور خود پسند نہ ہو اور عملی حالت موافق تعلیم رکھتا ہو" (کشتی نوح صـ۲)

وہ وحی الٰہی کہ جس میں اس کشتی نوح کے بنائے جانے کا حکم دیا گیا اس طرح پر ہے :-

واصنع الفلک باعیننا ووحینا۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ۔ ید اللہ فوق ایدیھم۔

اس فلک سے مراد یہ ہے اور لکڑی کی کشتی نہیں بلکہ تعلیم الٰہی کی کشتی مراد ہے جو خدا کی وحی کے مطابق بنائی گئی اور ایسے ہی انی احافظ کل من فی الدار کے معنے سمجھنے چاہئیں کیونکہ مسیح موعود نے لکھا ہے کہ :-

"یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک و خشت کے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں" (کشتی نوح صـ۱۰)

مذکورہ بالا الہامات و اقتباسات سے مندرجہ ذیل نتائج بدیہی طور پر نکلتے ہیں :-

(۱) حضرت مسیح موعود خاص طور پر طاعون سے محفوظ رہینگے +

(۲) آپ کے اہل جو آپ کے گھر کے اندر ہیں وہ بھی طاعون سے محفوظ رہیں گے +

(۳) قادیان کے احمدی نسبتاً و مقابلتہً زیادہ محفوظ ہیں +

(۴) قادیان پر کبھی ایسی طاعون وارد نہ ہوگی کہ جس سے لوگ کتوں کی طرح دیوانہ ہو ہوکر بھاگیں اور مریں +

(۵) حضرت مسیح موعود کے جملہ مخلص خادمین (احمدی) طاعون سے بچائے جائینگے +

(۶) ایسے احمدی جو متکبر۔ مغرور۔ غافل۔ خودپسند ہوں اور جنکی عملی حالت موافق تعلیم احمدیہ نہ ہو۔ ان کے لئے حفاظت کا وعدہ نہیں بلکہ "ایسے لوگ ان میں سے جو اپنے عہد پر پورے قائم نہیں یا انکی نسبت اور کوئی وجہ مخفی ہو جو خدا کے علم میں ہو اُن پر طاعون وارد ہوسکتی ہے" (کشتی نوح صہ) +

اب ہم صورت حال پر نظر ڈال کر غور کرتے ہیں تو ماننا پڑتا ہے کہ بیشک حسب اعلان مسیح موعود ملک میں خطرناک طاعون کا سیلاب آیا اور اس طوفان کے وقت مذکورہ بالا وعدے جن کو ہم نے چھ نتیجوں کی صورت میں بیان کیا ہے۔ ایسی طرح پورے ہو گئے کہ اب انکار کی گنجایش نہیں اور وہ لوگ جو مسیح موعود کے منکر ہیں اگر وہ ان نشانوں پر ہی غور کرتے تو انھیں صداقت مسیح موعود کا اعتراف کرنا پڑتا۔ مگر وہ تو نوح کی قوم سے بھی سخت دل نکلے جو کشتی نوح سے بڑھ کر معجزہ دیکھتے ہوئے بھی غافل ہیں جو ایک مسلم کی شان سے بعید ہے ..... منکران مسیح موعود زبان سے تو اسلام کے مدعی ہیں مگر انھیں قرآن کا شاید اعتبار نہیں رہا۔ غور کرو قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:-

ماکان ربک مھلک القریٰ حتی یبعث فی امھا رسولا یتلوا علیھم اٰیٰتنا وماکان ربک مھلک القریٰ الا واھلھا ظالمون ○

یعنی نہیں ہے تمہارا رب بستیوں کو ہلاک کرنے والا۔ جبتک کہ ان بستیوں میں سے کسی ایک بستی میں جو اللہ کے نزدیک ان بستیوں کی ماں کے حکم میں ہو (یعنی وہ بستی کہ جس سے روحانی پرورش مقصود ہو) رسول مبعوث نہ کردیا جاوے جو خدا کے احکام ان لوگوں کو سُنائے اور نہیں ہے تیرا رب کسی بستی کو ہلاک کرنے والا مگر اُس حال میں کہ وہاں کے رہنے والے ظالم ہوں +

اِس آیت سے جہاں یہ فیصلہ ہو جاتا ہے کہ دُنیا اس وقت یہود کی طرح ظالم ہو چکی ہے جسکی وجہ سے وہ قابلِ سزا ٹھری۔ وہاں یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ اس عالمگیر عذاب کے وقت یقیناً کوئی رسول مبعوث ہؤا۔ اور تم جانتے ہو کہ بجز حضرت مسیح موعود کوئی تمہارے سامنے مدعی رسالت نہیں۔ اور مسیح موعود نے ہی اس عذاب کی خبر بھی دی تھی۔ پس جس نے اس کا انکار کیا اس نے قرآن شریف کا انکار کیا۔ کیا کوئی مسلمان ہے جسے قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے پر یقین ہو اور پھر وہ اس عذاب عالمگیر کو دیکھتے ہوئے جسکی نظیر صدیوں سے دُنیا میں پائی نہیں گئی۔ یہ کہہ سکے کہ گو اللہ تعالےٰ نے پہلے ہمیشہ ایسا ہی کیا کہ نزول عذاب سے پہلے رسولوں کو نازل کیا اور یہ بھی وعدہ فرمایا کہ:-

فلن تجد لسنّت اللہ تبدیلا۔ ولن تجد لسنّت اللہ تحویلا۔ $\frac{22}{12}$

یعنی تم سنّت اللہ کو ہرگز بدلا ہؤا نہ پاؤ گے اور ہرگز سنّت اللہ میں کسی قسم کی تحویل نہ پاؤ گے[م]

پس یہ ممکن نہیں کہ خدا تعالےٰ اپنی اس سنّت قدیم کو بدل دے۔ جس کا ذکر کھول کھول کر قرآن پاک میں بار بار کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:-

وما کنّا معذبین حتّٰی نبعث رسولاً ٥ $\frac{15}{2}$

یعنی ہم کبھی عذاب نازل نہیں کرتے جب تک رسول مبعوث نہ کر لیں۔ اب منکران رسالت مسیح موعود کو اگر قرآن شریف پر ایمان ہوتا تو وہ ضرور اس عالمگیر عذاب کو دیکھ کر یقین کر لیتے کہ واقعی مسیح موعود خدا کا رسول ہے جس کے آنے کے بعد مجرموں کو عذاب الٰہی نے پکڑ لیا۔ تا یہ عذاب اسکی رسالت پر نشان ہو۔ اور اگر باوجود اس عذاب الٰہی کے جو تمام دُنیا پر حاوی ہے یہ کہا جاوے کہ عذاب الٰہی کے آنے سے پہلے کسی رسول کی بعثت کی کوئی ضرورت نہیں تو یہ دلیل ہے قرآن شریف پر ایمان نہ ہونے کی اور یہی ثابت کرنا تھا +

اب ہم اپنے اصل کلام کی طرف رجوع کر کے پھر کہتے ہیں کہ مسیح موعود کی صداقت پر صرف عذاب کا آنا ہی ایک شہادت نہیں بلکہ اس عذاب کے سیلاب کے وقت کشتی نوح کے ذریعہ دُنیا کا نجات پانا ایک نہایت ہی زبردست آسمانی شہادت ہے دیکھو مسیح موعود مع اپنے اہل و عیال اور تمام ان لوگوں کے جو آپ کے گھر کے

م مگر اس زمانہ میں ایسا نہیں کیا۔

اندر تھے طوفان طاعون سے بچائے گئے۔ نوح کے ہمراہی تو کشتی کے ذریعہ بچائے گئے مگر مسیح موعود کے ہمراہی بغیر کشتی کے ہی طوفان سے بچائے گئے اور یقیناً یہ معجزہ پہلے معجزہ سے بہت بڑا ہے گو طوفانِ آب کے وقت نوح علیہ السلام کا مع اپنے ساتھیوں کے بچایا جانا ایک کھلا معجزہ ہے پر پھر بھی وہ بچنا ایک کشتی کے ذریعہ تھا اور کشتی کا خاصہ ہے کہ وہ پانی پر تیرتی ہے اور بڑے بڑے سمندروں کا سفر جہازوں کے ذریعہ کیا جاتا ہے لیکن قادیان کے صدہا گھروں میں مسیح موعود کا بھی ایک گھر ہے اور ایسا بھرا ہوا گھر کہ سَو کے قریب مرد و زن اس میں شامل ہیں اور طاعون کے روکنے کے لئے کوئی ذریعہ نہیں لیکن کیا مجال کہ طاعون کا ایک کیڑا بھی اس مقدس گھر کے اندر داخل ہوسکے۔ کسی انسان کو تو کیا اس پاک گھر کے اندر کسی اور جاندار کو بھی طاعون نہ ہوا اور اس پر طرّہ یہ کہ حضرت مسیح موعود للکار کر تمام دُنیا کو کہتے ہیں کہ کیا کوئی ہے جو اس قسم کی حفاظت کا وعدہ اپنے لئے یا اپنے گھر کے لئے یا اپنے شہر کیلئے کرسکے مگر کسی کو یہ حوصلہ نہ ہوا کہ مقابلہ کرے؛ مولوی محمد علی صاحب جو اسوقت اس کشتی نوح میں سوار تھے انھیں خطرہ پیدا ہوا کہ شاید مجھے طاعون ہوگیا ہے تو چونکہ یہ وعدہ الٰہی پہلے سے ہو چکا تھا کہ انی احافظ کل من فی الدّار اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑے جلال سے فرمایا کہ:۔

"اگر آپ کو طاعون ہوگئی ہے تو پھر میں جھوٹا ہوں اور میرا دعویٰ الہام غلط ہے"

(حقیقۃ الوحی ص ۲۵۳)

آپ کے یہ الفاظ صرف اس بنا پر تھے کہ انی احافظ کل من فی الدّار کا الہام موجود تھا چنانچہ ان الفاظ کا اثر یہ ہوا کہ فوراً بخار جاتا رہا اور مولوی محمد علی کو یقین ہوگیا کہ مسیح موعود خدا کا برگزیدہ ہے۔ اب بتاؤ کیا یہ معجزہ مسیح موعود کے رسول ہونیکی اس سے بڑھ کر شہادت نہیں دیتا جو کشتی نوح کے معجزہ نے نوح نبی اللہ کے رسول الٰہی ہونے پر شہادت دی تھی۔ میں تو کہتا ہوں کہ یہ معجزہ جو مسیح موعود کا ہے جسے برسوں سے ہم دیکھ رہے ہیں ایسا زبردست نشان ہے کہ اسکی نظیر ملنی مشکل ہے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ سے بچے تھے یہاں بھی ابراہیم ثانی بمع تمام اُن لوگوں کے جو آپ کے گھر میں تھے طاعونی آگ سے بچے اور وہ نشان پورا ہوا جو فرمایا تھا کہ:۔

"آگ سے ہمیں مت ڈراؤ۔ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے"

عمرالدین احمدی

بشارات القرآن

اعوذ باللہ میں ایک پیشگوئی

اللہ تعالےٰ ہمارے خاتم المرسلین صلعم کو ارشاد فرماتا ہے کہ جب تو قرآن کو پڑھنا شروع کرے تو پہلے اپنے اللہ جامع جمیع صفات سے پناہ طلب کر لیا کر۔ یہ شیاطین ہلاک ہونیوالے کے فریب و مکاریوں کے بارہ میں ہے۔ سو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کا پڑھنا ہم سب کے لئے سنت بھی اور فرض بھی ہو گیا + اور خدا تعالےٰ علیم کل کا تاکید سے یہ حکم نافذ فرمانا بے حکمت نہیں ہے بلکہ اس میں دائمی بشارت ہے اور دشمن کے لئے ایک حربہ ہے جس سے اعدا کی ساری طاقتوں کو نیست کیا جاوے۔ اور یہ ایک ایسا نور ثاقب عطا کیا جس سے شیطانی ظلمت سب دُور ہو جائے +

اَعوذ باللہ الخ میں یہ سمجھا دیا کہ سلسلہ نبوت و وحی و الہام و تعلیم الٰہیہ میں کبھی اور کسی زمانہ میں کلام اعداء کا دخل ہرگز نہیں ہو سکے گا۔ جیسا کہ کتب اوّلین و سابقین میں ہوا۔ کیونکہ کنز اسلام کی نسبت ہمیشہ کے واسطے پناہ اُس اللہ جامع جمیع صفات والے کی چاہی گئی ہے۔ سو جس خزانہ کا خود اللہ تعالےٰ مع اپنے ملائکہ کے پہرہ دار رہنے کا ذمہ دار ہو جائے۔ پھر کون ہے جو اس خزانہ میں دست اندازی کر کے کچھ اپنی طرف سے کم و زائد ... کر سکے پس ایسی حفاظت کے طلب کرنے کا اپنے رسول کو حکم فرمانا اِس وعدہ حفاظت کے مضبوط اور موکد ہونے پر دلیل بیّنہ ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ +

اور لفظ رَجِیم سے یہ بھی سمجھا دیا کہ وہ شیطان جو عادی چور نقب لگانیوالا ہے یہاں ایسی حرکات سے گرفتار کیا جائے گا اور ہلاک کیا جائے گا۔ اور معنے شیطان کے ہلاک

ہونے والا ہے اور رجیم کے معنے سنگسار ہونے والا ہے ؞

بسم اللہ میں پیشگوئی[۲]

(قول) بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - یہاں یہ سمجھایا ہے کہ یہ سلسلۂ وحی اللہ کا جو تعلیم اسلام ہے اور ہدایت اور رحمت جہان کے لئے ہے اللہ تعالےٰ کے نام کے ساتھ شروع کیا جاتا ہے - جو جمیع انوار و برکات و فیوضات کا سمندر بے کنار ہے کبھی کسی زمانہ میں بے برکت اور خالی از فیوض نہ ہوگا - اور یہ چراغ وحی اللہ کا کسی مخالف ہوا کے جھونکے سے اور کسی دشمن کی پھونک سے کبھی بجھایا نہ جائے گا - کیونکہ اسے اللہ کے نام سے روشن کیا گیا ہے اس کی روشنی تمام دُنیا میں پھیل جائے گی - مگر چاند کے نور کی مانند بتدریج - یعنے یہ سلسلہ تعلیم اللہ ہی کے نام مبارک سے آغاز کیا گیا ہے اور اسی کے اسم مبارک سے ختم کیا جائے گا - گویا یہ سلسلہ حفاظت الٰہیہ اور برکات سے لپیٹا گیا ہے اور الٰہی انوار سے محیط کیا گیا ہے کیونکہ وہ رحمٰن ہے یعنے بلا مبادلہ رحمتیں کرنیوالا ہے - ضرور لوگوں کو اس سلسلہ میں زور سے لائے گا - اور وہ رحیم بھی ہے - یعنے اپنے رسول کی دن رات کی شدید مشقتوں اور جان توڑ کوششوں کے نتائج مرتب کرنیوالا ہے - اور نیز اس کے صحابہ رض کی محنتوں کو ضائع کرنیوالا نہیں ہے - بلکہ ان کی محنت پر نتائج مرتب کرنیوالا ہے - یعنے جن مسلمانوں نے اپنے خدا کی خاطر ملک چھوڑا وہ ملک ہی دیئے جائینگے - اور جنھوں نے مال اور تخت چھوڑا - ان کو تخت نشین ہی کیا جائے گا - سو یہ سب کچھ اُس رحیم خدا نے اس سلسلہ کے ساتھ جو وعدہ کیا پورا کر کے دُنیا کو دکھا بھی دیا ؞

سورۂ فاتحہ اور پیشگوئی[۳]

(قول) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ - یہ سورۃ اللہ تعالےٰ نے اپنے کلمات طیبات میں

اپنے رسولؐ کو بطور دُعا کے تعلیم کی ہے اور اس دُعا میں وہ وہ مطلوب طلب کرنے فرمائے
ہیں جو جو آیندہ ظہور پذیر ہونیوالے تھے۔ اور جو سلسلہ ہذا کے لئے نہایت ہی مسرت
بخش اور فرحت افزاء تھے۔ جن کو تفصیل وار لکھا جاتا ہے +

اوّل اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ میں یہ بشارت سمجھائی کہ جس طرح میں اللہ جامع جمیع
صفات اور محامد کا مالک ہوں۔ اسی طرح میری ربوبیت بھی عام ہے یعنے جس طرح میں
عالم الاجساد کا رب پرورش کنندہ ہوں اسی طرح میں معاملات دینیات اور روحانیات
کا بھی رب یعنی پرورش کنندہ ہوں یعنے بتدریج بڑھانیوالا ہوں اور دین اسلام کو چاند کی
مانند چودہ اعداد پر بدر کامل کرنیوالا ہوں۔ جس طرح ہر ایک چیز بتدریج بڑھتی ہے۔
اور میں رحمٰن بھی ہوں کہ لوگوں پر بلا مبادلہ اعمال رحمت کرکے اسلام میں لانیوالا ہوں
اور میں رحیم بھی ہوں۔ یعنے تمہاری محنت تبلیغ وغیرہ پر نتائج مرتب کرنیوالا ہوں۔
نہ ضائع کرنے والا۔ اور میں مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ بھی ہوں یعنے یوم بدر یا یوم
فتح مکہ وغیرہ کے دن جزاء و سزا دینے کا کلی اختیار رکھنے والا ہوں۔ اور کوئی لات و عزیٰ
وغیرہ اپنے پوجاریوں کے لئے اختیار نہ رکھے گا۔ اور حق اور باطل کے درمیان وہ دن
یوم الفصل ہوگا۔ اور اُس دن کفر کا جھوٹا آفتاب غروب کیا جائے گا۔ اور اسلام کا چاند
دُنیا کو دکھایا جائے گا۔ تا معلوم ہو کہ بیشک وہ خدا حشر کو بھی مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ہوگا
اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں خبر دی ہے کہ اُس یوم الفصل
یا یوم البدر یا یوم الفتح میں سچے خدا کے۔ سچے پرستاروں کو ہی نصرت الٰہیہ نصیب
ہوگی۔ اور جھوٹے خداؤں کے جھوٹے پرستاروں کو اُس دن تمام نامرادیوں اور ناکامیوں
کا مُنہ دیکھ کر ہلاکت کا شربت پینا پڑے گا +

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ طلب کرنے میں یہ سمجھایا کہ ہمیشہ
ہر قسم کی کامیابیوں اور فتوحات ملکی وغیرہ کی کلید عطا کرنا یا سیدھی راہ دکھانا جیسے
عدو کی شکست ہو۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کلی مختار خدا ہی کا کام ہوگا۔ نہ لات و عزیٰ کا۔
اور صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ میں یہ بشارت مخفی تھی جس کا طالب کرتا

فرمایا۔ کہ جس طرح قدیم سے ہماری عادت میں داخل ہے کہ ہم اپنے مقدسین ہی کی حمایت میں کھڑے ہو کر ان کو مالک الملک بنایا کرتے تھے۔ اسی طرح اب بھی میں ایسا ہی کرنیوالا ہوں۔ اور کوئی بھی میرے آگے روک نہیں ہو سکے گا۔ بلکہ عنقریب وہ دن آتا ہے جس میں انعام کے حقداروں کو انعام اور عذاب کے حقداروں کو عذاب پہنچایا جائے گا +

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ میں یہ پوشیدہ راز تھا کہ یہودیوں کی مانند جب اُمت ہذا میں آثار پیدا ہونگے۔ تب اِنکی اصلاح کے لئے ایک عیسیٰ کو بھیجا جائے گا۔ جو ان کی اندرونی اصلاح کرے گا۔ اور پھر اُن کو اصل مرکز پر جمع کرے گا +

وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔ میں یہ مخفی پیشگوئی فرمائی۔ کہ ساتویں ہزار کے آغاز میں ضلالت پھیل جائے گی۔ اور بعض لوگ دجالی صفت سے متصف ہو کر دنیا کو ورغلائینگے +

سورۂ بقرہ اور پیشگوئی

الٓمّٓ۔ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ تا مُفْلِحُوْنَ ۝ یعنی یہ کتاب لکھی ہوئی (یا جو کاتب کے ہاتھ سے لکھائی جارہی ہے ہمیشہ تک ہر قسم کے شک و شبہ کی خیانت کے دخل سے مبرا رہنے والی ہے اور رَیْبَ کے معنے ہلاکت کے بھی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ کتاب ہذا کے ماننے والے ہلاکت ابدی سے بچائے جائینگے۔ جن کا نام گرامی متقی رکھا گیا ہے۔ یعنے بچنے والے ابدی موت سے۔ اور کبھی اور کسی زمانہ میں قول بشر اس میں دخل نہیں پاسکے گا۔ جیسا کہ کتب سابقہ میں تحریف ہوئی۔ اور متقین حافظین کے وسیلہ سے وعدہ پورا ہو رہا ہے +

اور یہ بھی فرمایا کہ متقی ہی نیک اعمال کرنے والے ہر میدانِ مقابلہ میں کامیاب اور فلاح پانے والے ہونگے۔ اور ان کے مخالف مقابل میں بڑی حسرت سے خائب و خاسر ہو کر رہیں گے۔

اور حروف مقطعات الٓمّٓ کے معنے ہیں۔ اَنَا اللّٰهُ اَعْلَمُ۔ یعنے میں ہی اللہ خوب جاننے والا ہوں آیندہ کے امورات اور واقعات کہ جس سے انسان کی ذات محض قاصر ہے

پس اس آیت سے جو الٓـمٓ ہے یہ پتہ ملتا ہے کہ مصنف کتاب کا علیم کل اور عزت کل اور عظمت کل اور جلال کل کا مالک ہے۔ جو بڑی تحدی سے فرماتا ہے کہ لَا رَیْبَ فِیْہِ +

پیشگوئی ۵

بقرہ رکوع ۱۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○ یعنے بے شک و شبہ جو لوگ منکر ہو گئے برابر ہے اوپر اُن کے تیرا ڈرانا۔ اور نہ ڈرانا۔ وہ کبھی ایمان نہیں لائینگے +

یہاں کَفَرُوْا سے مُراد ابوجہل اور ابولہب وغیرہ منکرین ہیں۔ جن کے مومن ہو جانے کے لئے آنحضرتؐ بہت ہی دلی تمنا رکھتے تھے اور اپنی رات و دن پند و نصائح پر امید واثق رکھتے تھے کہ انشاء اللہ تعالےٰ یہ ضرور کسی روز مومن بنجائینگے۔ کیونکہ آپ عالم الغیب نہ تھے لہٰذا اُس خدائے علیم الکل نے اپنے نبی کو اطلاع دیدی کہ یہ رات دن کی جان توڑ کوششوں سے ہرگز مومن باللہ و برسولہٖ نہیں ہونگے +

سو یہ پیشگوئی بھی جو پیش از واقعہ بتائی گئی تھی پوری ہوئی +

اگر کسی کو وہم گذرے کہ جب خدا نے پہلے ہی خبر دیدی کہ ایسے لوگ مومن نہیں ہونگے۔ تو پھر وہ کیونکر ہوتے۔ پس اس وہم کا ازالہ یہ ہے کہ کسی خبر کا پیش از وقوع الٰہی علم میں آجانا یا موجود ہونا اُس کے فاعل کو مجبور نہیں کرتا ہے۔ علم میں اُس کا آجانا اور بات ہے۔ اور اُس کے فاعل سے جبراً کرانا اور بات ہے۔ مثلاً ہم نے خواب میں دیکھا کہ زید نے عمرو کو قتل کیا ہے۔ اور ایک مدت کے بعد ایسا ہی ظہور میں آیا۔ تو کیا ہمارے علم میں پیش از وقوع آجانا۔ زید کو عمرو کے قتل پر مجبور کرتا ہے۔ ہرگز نہیں +

پیشگوئی ۶

بقرہ رکوع ۳۔ وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا

فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ
إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ○ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا
النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ○

ترجمہ - اور اگر تم اے منکرو شک اور شبہ میں ہو جو ہلاکت تک پہنچانے والا ہے اُس وحی سے جو اُتاری ہم نے اپنے خاص بندے پر - پس لے آؤ تم بھی ایک سورۃ بنا کر مثل قرآنی ایک سورۃ کے - اور اِس کوشش میں تم اپنے معبودوں کو امداد علمی کے لئے بلا بھی لو - اور اُن کی خدائی سے آج کچھ کام لیکر دکھاؤ - اگر تم اپنے اِن شبہوں اور شکوں میں صادق ہو - پس اگر یہ مقابلہ نہ کرو - اور ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ ہرگز ہرگز نہ کرسکوگے حشر تک - پس شکست ہذا کے بعد تمھیں چاہیئے کہ ڈرو اُس لڑائی کی آگ سے (جو جنگ بدر و فتح مکہ کے دن جلائی جائے گی اور اُس کا ایندھن کفار اور بڑے بڑے سخت سنگدل پہلوان ہو جائینگے - اور اُس کے بعد نارِ جہنم میں ڈالے جائینگے - سو یہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی +

کیا کوئی انسان اپنے نفسانی خیالات یا قیافہ سے ایسی تحدی سے پیشگوئی کرسکتا ہے - جو ہمیشہ اور ہر زمانہ میں صادق بھی آوے - اور ہر زمانہ کے آنیوالے لوگ اُسپر صداقت کی مُہر چسپاں کرتے چلے جائیں - اور اپنے تئیں عاجز اور مقابلہ کی طاقت نہ رکھنے والے ثابت کریں) +

پیشگوئی ۷

بقرہ رکوع ۳ - كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ○ ترجمہ - کیونکر ناشکر گذار ہو گے تم اُس اللہ جامع جمیع صفات کے - اور تھے تم مردہ پس زندہ کیا تم کو - پھر مارے گا تم کو پھر زندہ کرے گا تم کو - پھر اُس اللہ کیطرف سچا رجوع کروگے +

آیت ہذا میں مخاطب وہ ہیں جن کو خدا نے اپنے محض فضل و کرم سے مسلمان بنایا +
اور یہ آیت مدنی ہے - جبکہ اسلام کا آفتاب خطۂ عرب پر روشن ہو گیا - اور صحابہ بڑی

بڑی فتوحات اور مالِ غنیمت سے مالامال ہو گئے۔ تو آیت بالا میں اللہ تعالیٰ اُن کو مخاطب کر کے خطاب کرتا ہے کہ اے مسلمانو! کس طرح تم میرے ناشکرگزار ہو گے (یعنے ایک وقت میں ضرور ہو گے) اور میرے ان احسانات کو بھول جاؤ گے کہ تم حقیقت میں روحانی طور پر مر چکے تھے اور تمھیں اپنے فضل و کرم سے توفیق ایمان بخشی۔ اور اپنی خدمت کے لئے پسند کیا۔ اور اپنی طرف سے تم میں نئی رُوح پھونکی۔ اور تمھیں (زندہ انسان) مومن بنایا۔ اور پھر تم ایک وقت میری ناشکری میں حد سے بڑھ کر تجاوز کرو گے اور مرو گے۔ اور پھر تمھیں مسیح موعود کے وسیلہ سے زندہ کیا جائے گا۔ اور اُس وقت تم پھر سچے رجوع سے خدا تعالیٰ کی جانب لوٹو گے؛

پیشگوئی ۵

بقرہ رکوع ۸ - وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ ۝ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ ترجمہ۔ اور البتہ تحقیق تم معلوم کر چکے ہو حال اُن لوگوں کا جو احکام الٰہی کی حدود مقررہ سے نکل گئے تم میں سے (اہلِ کتاب۔ یہود) دربارہ عظمت سبت کے۔ پس کہدیا ہم نے ہو جاؤ بندر ذلیل۔ پس کر دیا ہم نے اُس قصہ کو پُر دہشت اُن کے لئے جو روبرو تھے۔ اور اُن کے لئے جو پیچھے آنے والی نسلیں ہیں اور یہ بڑی بھاری نصیحت ہے اُن لوگوں کے لئے جو ڈرنے اور دہشت کھا جانیوالے قلوب ہیں۔

آیت ہٰذا میں بطور پیشگوئی کے فرمایا کہ دیکھو تمھیں اس واقعہ کا پورا علم ہو چکا ہے اور وہ نسل جنکو بندر ذلیل کا خطاب پُر عتاب جناب وہاب سے ملا ہے تم میں بستی ہے اور انھوں نے ہفتہ کی عظمت نہ کی تھی۔ اور اگر تم بھی اے مسلمانو! جمعہ کی عزت و عظمت نہ کرو گے تو تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کیا جائے گا۔ اور ضرور ہے کہ تم پر ایک وقت آنے والا ہے کہ تم یہودیوں کی صفات سے متصف ہو کر وہی کام کرو گے جو انھوں نے کئے۔ اور اگر اُمت ہٰذا میں یہ کام ہونے والے نہ تھے تو پھر اس قصہ کے نزول کی ضرورت ہی کیا تھی۔ سو اب اس

پیشگوئی کو مسلمانوں میں پورا ہوتے ہوئے دیکھا جاتا ہے ÷

پیشگوئی ۹

بقرہ رکوع ۱۰- اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۡ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝

ترجمہ۔ یعنے اے یہودیو کیا تم بعض کتاب اللہ پر یا بعض حصہ کتاب پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔ پس ایسے افعال کی جزا یہ ہے کہ زندگی دنیا ہی میں خواری اور ذلت اور قیامت کے دن لوٹائے جاؤ گے طرف شدید عذاب کی۔ اور اللہ تعالی جو علیم الکل ہے بے خبر نہیں جو اعمال تم کرتے ہو ÷

یہ ایک زبردست پیشگوئی تھی جو اپنے مصداق کو اس طرح پہنچ گئی۔ کہ مدینہ طیبہ میں ایک مسلمان کے ہاتھ سے اتفاقیہ ایک آدمی مارا گیا۔ اور یہ واقعہ گذر گیا۔ مگر آنحضرتؐ نے شہر کے تمام لوگوں کو بلا کر فرمایا کہ ہم مقتول ورثا کو خون بہا دینا مناسب جانتے ہیں تاکہ اسکی قوم کے لوگ ہماری مخالفت نہ کریں۔ مگر امن عامہ کے لئے یہود اس دیت کے دینے میں شریک نہ ہوئے۔ بلکہ ایک مسلمان عورت تکلا سیدھا کرانے کے لئے قینقاع لوہار محلہ میں گئی۔ اور گھونگھٹ نکالے ہوئے تھی۔ شریر لوہار نے کہا یہ کیا طرز ہے۔ عورت نے جواب دیا کہ ہمارے رسول اکرمؐ کا یہ حکم ہے۔ وہ بیٹھی رہی۔ اور لوہار نے شرارت سے لوہے کی ایک میخ پچھلی جانب کپڑے میں ٹھونک دی۔ عورت اُٹھنے لگی تو اُس کا کپڑا بھی پھٹ گیا۔ اور گھونگھٹ بھی اُتر گیا۔ یہ حالت دیکھ کر۔ بجائے اس کے کہ معذرت کرتے۔ انھوں نے تمسخر اُڑایا۔ عورت نے گھبرا کر کہا کہ کوئی ہے جو میری مدد کرے ادھر سے ایک مسلمان بھائی نے یہ بات سُن لی۔ وہ مدد کو دوڑا۔ اور باہم لڑائی چھڑ

گئی۔ جس سے ایک قتل ہو گیا۔ رسول اللہؐ کو جب خبر بھیجی گئی تو فرمایا کہ بیرونی انتظام کے لئے معاہدہ کیا تھا۔ تم اندرونی معاملات میں ایسے تیز ہو جاتے ہو کہ قتل تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ جب وہ بہت تنگ ہوئے تو مدینہ چھوڑ کر چلے گئے ÷

اِدھر بنو نضیر قبیلہ یہود نے ایک حماقت کی۔ کہ کسی اپنے معاملہ میں آنحضرتؐ کو اپنے محلہ میں بُلایا۔ اور ایک شخص کو سکھایا کہ جب یہ نبی دیوار کے پاس بیٹھے تو تم اوپر سے ایک چکی کا پاٹ اُس پر ڈال دو۔ آپؐ کو بذریعہ وحی اللہ کے خبر مل گئی۔ آپؐ اُٹھ کھڑے ہوئے اور تشریف لے گئے۔ یہود کی شرارت بہت بڑھ گئی۔ انھوں نے مکہ میں جا کر چند سرداروں کو بھڑکایا۔ اور بعض نے مسلمان عورات کو ستایا۔ اس لئے قبیلہ بنو نضیر کو حکم ہُوا۔ کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ پس اُن کو جلاوطن کر دیا۔ یہ جلاوطنی کی ذلت اور خواری الحیٰوۃ الدنیا میں انھیں اُٹھانی پڑی ÷

اِدھر اہل مکہ نے پیغام بھیجا کہ اے یہود تم مسلمان مستورات کو خوب مارو۔ اور ہم باہر سے لشکر لیکر اُن پر حملہ کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے گرد و نواح کی اقوام کو جمع کر لائے۔ جس کا تذکرہ سورۂ احزاب میں مذکور ہے۔ آخر اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو اِس جنگ سے بچا لیا۔ پھر جب وہ مکی لوگ چلے گئے تو آپؐ نے بنو قریضہ سے پوچھا کہ تم پہلے دو واقعہ قینقاع۔ بنو نضیر کے دیکھ چکے ہو۔ پھر بھی شرارت سے باز نہ آئے اور اب تمہارے حق میں ایک فیصلہ کرتا ہوں۔ جو تمھیں بہر صورت ماننا پڑے گا۔ بدقسمت انسان ایک کی بات نہیں مانتا۔ اس لئے اُنھوں نے کہا کہ ہمیں سعد بن معاذ کا فیصلہ منظور ہے نہ آپؐ کا۔ تب سعد نے کہا کہ میری رائے تو یہی ہے کہ جنگ کے شرکاء و حمائتیوں کو قتل کر دیا جائے۔ یہ فیصلہ مُنہ مانگا اُنھیں چار و ناچار ماننا پڑا۔ جن کو قتل کی سزا دی گئی۔ اُنکی تعداد کم از کم دو سو پچاس ۲۵۰ اور زیادہ سے زیادہ نو سو کی بتائی گئی ہے۔ پس یہودیوں کے فرقے تو موافق پیشگوئی کے دُنیا ہی میں اس طرح تباہ ہوئے ÷

اور باقی رہے وہ جن کا لاٹ پادری عامر تھا۔ اُس نے لوگوں کو اپنا ایک خواب سُنایا

کہ مینے محمدؐ صلعم کو دیکھا ہے کہ وہ پراگندہ اور ملک بملک اکیلا پھرتا ہؤا مرجائے گا۔ آنحضرتؐ نے یہ سُنکر فرمایا۔ کہ خواب تو سچ دیکھا ہے۔ مگر میرا نہیں تُونے اپنا انجام دیکھا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہؤا۔ وہ مکّہ میں گیا اس خیال سے کہ کچھ انتظام مسلمانوں کے خلاف کروں۔ مگر وہاں اُس نے شراب پی کر بد مستی کی تو نکالا گیا۔ پھر روما چلا گیا۔ وہاں کے بادشاہ کو سکھلایا۔ مگر بادشاہ کسی امر پر ناراض ہؤا۔ راتوں رات نکل کر فرار ہونا پڑا۔ اور آخر اسی طرح مارا گیا۔ جب انکی تباہی کے ایام آگئے تو دیکھ لو اُن کا کوئی ناصر۔ حامی نہ ہؤا +

پیشگوئی ۱۰

سورہ بقرہ رکوع ۱۱۔ قُلْ اِنْ کَانَتْ لَکُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ ○ ترجمہ۔ اے نبیؐ کہدے یہود کو اگر ہے تمہارے لئے گھر آخرت کا نزدیک اللہ کے خاص کر سوائے لوگوں کے۔ پس آؤ موت مانگو یا جنگ کرلو۔ اگر تم اپنے دعوے میں صادق ہو۔ اور ہرگز نہ خواہش کروگے اس مقابلہ کی کبھی بسبب اس کے کہ آگے بھیجا ان کے ہاتھوں نے (بداعمالیاں) اور اللہ تعالیٰ علیم کل جانتا ہے ظالم مشرکین کو +

پس یہاں موت کے دو ہی معنے ہیں اور دونوں پسندیدہ ہیں (۱) یہ کہ تم سب ملکر نبی محمدؐ کے مرنے کی دُعائیں کرو۔ اور لات وعزیٰ وغیرہ کی مدد بھی لو۔ پھر دیکھو دُعا قبول ہوتی ہے یا نہیں۔ یا اُلٹی تم پر پڑتی ہے (۲) یا جنگ کرلو۔ پھر دیکھو فتحیاب کون اور فنا کون ہوتا ہے۔ موت بمعنے جنگ بموجب آیت وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ۔ بہر دو صورت خدا کی پیشگوئی جو قبل از وقوع کہی گئی تھی پُوری ہوئی +

پیشگوئی ۱۱

بقرہ رکوع ۱۲ - هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ آیت ہذا میں یہ فرمایا گیا ہے کہ جو قرآن کریم پر عمل کرے گا وہ فاتح اور بادشاہ وارثِ تخت بنایا جائے گا - اور ہُدًی وبُشریٰ کی اصل حقیقت یہی ہے - یو صحابہؓ کی ذات مبارک میں یہ پیشگوئی پوری ہو گئی +

پیشگوئی ۱۲

بقرہ رکوع ۱۴ - وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ط - یعنے ہرگز نہیں راضی ہونگے تجھ سے اے نبیؐ یہودی اور عیسائی ... یہاں تک کہ تو اُن کا دین قبول کر لے +

سو ہم دیکھتے ہیں کہ آج تک یہود و نصاریٰ ہمارے پیغمبر پر ناراض ہی ہیں اور ہمارا دین چھوڑنے والے پر راضی ہوتے ہیں - پس نشان عداوت جو پیشگوئی میں مذکور ہے اُن کے وجود سے گواہی دے رہا ہے کہ واقعی یہ پیشگوئی قرآنی اپنے سچے مصداق کو پہنچی ہوئی نظر آ رہی ہے +

پیشگوئی ۱۳

بقرہ رکوع ۱۵ - وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝

ترجمہ - اے یہودیو - ڈرو اُس دن سے کہ نہ بدلہ لیا جائے گا کسی جی کا کسی جی سے کچھ اور نہ قبول کیا جائے گا اُس سے بدلہ - اور نہ نفع دیگی اُسے کوئی شفاعت و سفارش اور نہ وہ اُس دن مدد دیئے جائینگے - اور نہ کوئی اُن کا حامی ہو گا +

آیت ہذا میں پیشگوئی وَاتَّقُوْا يَوْمًا میں ہے - اور وہ یوم یہودیوں کی جلاوطنی

کا اور قتل کر دینے کا دن ہے جس کا ذکر انشاء اللہ آگے چلکر سورہ حشر میں مفصل ہوگا
اور یوم سے مراد وہ بھی ایک دن ہے جسدن یہود کو جناب وہاب شدید العقاب سے
خطاب بندر اور خنازیر ذلیل ہونے کا ملا۔ پس خدا کی بات پوری ہوئی +

پیشگوئی ۱۴

بقرہ رکوع ۱۵۔ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۭ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ۝ ترجمہ۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے اے ابراہیم میں نے بنایا ہے تجھ کو امام للناس۔ کہا ابراہیمؑ نے یا الٰہی میری اولاد سے بھی۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے ہرگز نہیں پہنچے گا میرا عہد نبوّت ظالموں اور مشرکوں کو +

آیت ہذا میں بطور پیشگوئی کے فرمایا ہے کہ عہد نبوت ناپاک لوگوں کو نہیں ملے گا یعنے وہ سلوک اُن سے نہیں کیا جائے گا۔ جو مقدس انبیاء کے ساتھ سنت اللہ نے رکھا ہے۔ جھوٹا نبی تمام قسم کی ناکامیوں اور نامرادیوں کا مُنہ دیکھ کر اسی زندگی میں دُنیا کے سامنے لاکھوں حسرتوں کے ساتھ مرتا ہے بخلاف مقدسین مرسلین کے کہ وہ اسی دُنیا کے سامنے ذلیل دکھائی دے کر پھر بادشاہ۔ امام۔ رسولؐ۔ دنیا ہی میں مانے جاتے ہیں +

پیشگوئی ۱۵

بقرہ رکوع ۱۵۔ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ عہد ڈالا ہم نے طرف ابراہیم اور اسماعیل کے اس بات کا کہ بیت اللہ شریف کو پاک و صاف رکھیں واسطے طواف کنندگان اور عبادت کنندگان اور رکوع کنندگان اور سجود کنندگان کے +

یہ چار او صاف رکھنے والے مسلمان ہی تھے۔ اور اُن کے لئے بیت اللہ کو پاک

کرایا گیا ہے اور آیت ہذا کے ماقبل کی آیت یوں ہے وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ط یعنے جب بنایا ہم نے بیت اللہ کو جائے ثواب واسطے لوگوں کے اور جائے امن کی۔ اِن ہر دو آیات کے باہم ملانے سے یہ نتیجہ نکلا کہ کعبہ کو پاک لوگوں کے لئے جائے ثواب اور جائے امن بنایا گیا ہے۔ اس پیشگوئی میں حضرات شیعہ صاحبان کو تدبر کرنا چاہیئے۔ کہ کیا اصحابؓ ثلاثہ بیت اللہ کے مالک اور خلیفے اور امام۔ اور بادشاہ ہوئے تھے یا نہ۔ کیا وہ کعبہ پاکوں کے لئے تھا یا ناپاکوں کے واسطے۔ کیا صحابہؓ پاک تھے یا پلید۔ کیا وہ جائے ثواب میں داخل ہوئے یا نہ۔ کیا بیت اللہ جو جائے امن تھا اُس میں فسادی۔ ناپاک۔ فساق۔ فجار امام بن سکتے تھے۔ نہیں نہیں وہ تو پیشگوئی کے مطابق طائفین اور عاکفین اور راکعین اور ساجدین ہی ثابت ہوئے۔ اور فاتح ممالک اور خدا سے اور ملائکہ سے امداد پانے والے ظاہر ہوئے۔ اور اُن کے ساتھ وہ سلوک سنت اللہ کے موافق ہؤا جو مقدسین حزب اللہ کے ساتھ قدیم سے ہوتا چلا آیا ہے۔ اگر وہ دُنیادار فساق و فجار اور بدکردار بے دین ہوتے تو انکے ساتھ سنت اللہ کے موافق وہی سلوک ہوتا جو قدیم سے بدکاروں کے ساتھ ہوتا آیا ہے +

پیشگوئی ۱۶

بقرہ رکوع ۱۶ - فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ج فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ج ترجمہ۔ اگر یہودی بھی ایمان لے آتے مثل تمہارے قرآن اور نبی پر۔ بیشک نجات کی سیدھی راہ پا جاتے۔ اور اگر وہ منہ پھیر جائیں تو سوائے اس کے نہیں کہ وہ بڑے خلاف میں ہیں۔ اور عنقریب ہی وہ دن آتا ہے۔ کہ کافی ہوگا تیرے لئے لے نبی اُن سے اللہ جو قادر مطلق ہے۔ اگرچہ ساری دُنیا تیری دشمن ہو جائے اور لڑے پھر تو ہی غالب رہے گا +

پس لفظ عنقریب اور کافی میں ایک بڑی زبردست بشارت ہے کہ اگر وہ ایمان

نہیں لائے قرآن پر۔ تو کبھی نجات کی راہ نہیں دیکھیں گے بلکہ ذلت اور خواری کی۔ اور اُن کے شر کو دُور کرنے والا خدا کافی ہوگا۔ اور اُن کے تمام منصوبوں سے تمہیں محفوظ و مامون رکھے گا۔ سو پورا ہوگیا جو فرمایا اللہ نے۔ صحابہؓ نے کتاب اللہ پر کامل یقین کیا اور عمل بھی کیا۔ اور وہ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ کے مصداق ہوئے۔ اور اُن کو کوئی دنیوی غم و حزن نہ رہا۔ اور وہ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ کی امداد پانیوالے ہوئے یعنے جس ملک کی طرف صحابہؓ نے مُنہ کیا۔ وہی ملک بفضل خدا تصرف میں آگیا +

پیشگوئی ۱۷

بقرہ رکوع ۱۷۔ وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ مَّا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ ج۔ ترجمہ۔ یعنے اے نبیؐ اگر تو اہل کتاب کے پاس تمام معجزات سابقین وغیرہ لے آوے تو بھی وہ تیرے قبلہ کو نہ مانیں گے +

پس اِس پیشگوئی میں بھی کوئی انسانی دخل نہیں ہے جو چودہ۱۴ صدی ہجری تک پوری ہوتی ہوئی دُنیا دیکھ رہی ہے اور بہتوں کے لئے معلوم ہوگیا ہے کہ وہ وعدہ کنندہ خدا زندہ موجود ہے +

پیشگوئی ۱۸

بقرہ رکوع ۱۸۔ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ ترجمہ۔ اے مسلمانو! تم ظالم و مشرکین کے منصوبوں سے اور ایذا دہیوں سے ڈر کر کسی گناہ۔ کفر کا ارتکاب مت کرو۔ بلکہ تم مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔ تاکہ میں کامل طور پر اپنی نعمت تم پر عطا کروں۔ اور تم ایک سیدھی راہ نجات اور کامیابیوں کی دیکھو گے +

یہ پیشگوئی صحابہؓ کے حق میں پوری ہوئی۔ اور تمام ظالم کفار کے منصوبے خاک

بھن مل گئے۔ اور لاکھوں فوجوں کے ہوتے ہوئے شکست کھاکر نابود ہو گئے فرار ہو گئے۔ مطیع ہو گئے۔ یہ سب نتیجہ ہے خدا تعالےٰ سے ڈرنے کا۔ جو خوف اور سارے حزنوں کو دُور کرتا ہے +

پیشگوئی ۱۹

بقرہ رکوع ۱۸۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ

ترجمہ۔ اور بے شک ہم اے مسلمانو تم کو بڑے بڑے سخت ابتلاؤں میں ڈالکر آزماویں گے کبھی دشمن کا خوف دلاکر۔ اور کبھی بھوک دلاکر۔ اور کبھی مالوں کا نقصان کراکر۔ اور کبھی جانوں پر مصائب بیماری وغیرہ ڈالکر۔ اور کبھی فرزندوں اور باغات کو اُجاڑ کر۔ اور بڑی بشارت ہے ایسے مصائب میں صبر کرنے والوں کے لئے جو ابتلاؤں میں پھنسکر کہدیتے ہیں کہ بیشک ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اُسی کیطرف لوٹ جانے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا (اور اُس کے ملائکہ کی) صلوات درود ہے اور رحمت۔ اور یہی لوگ ہیں کامیابی اور مرادوں کا راہ دیکھنے والے +

یہ سب کے سب مصائب صحابہ رضؓ کرام پر آئے اور وہ پورے صابر نکلے۔ پھر اُن کو ان صبروں کا نتیجہ خوشحالی۔ خلافتِ نبوت۔ بادشاہی۔ فتوحات ممالک کی بشارت ملی جو اُن کو قبل از وقت سُنائی گئی۔ جبکہ مومنین پر ہر طرح کے ابتلا جو اوپر مذکور ہوئے ٹوٹ پڑے تھے اور ان وعدوں پر ایک ظاہر پرست ہنسی کر سکتا تھا۔

مگر اُس خدا قدوس صادق الوعد نے جو کچھ حالت یاس میں سُنایا تھا۔ وہ پورا کرکے دکھایا۔ صحابہؓ جو ایک چیونٹی کی مانند ذلیل تھے اُن کو اتنا زور دیا کہ انھوں نے بڑے بڑے سلطنت کے پہاڑوں کو چور چور کرکے اُڑا دیا۔ ایسے نازک اور

پُرخطر وقت میں صلوات کا وعدہ اور رحمت کا دینا بعید از قیاس تھا۔ سو وہ بھی اس خدائے اصدق نے یُوں پُورا کیا۔ کہ آج اُن صحابہ کرام پر ساری دُنیا کے مسلمان صلوات اور درود اور رحمت بھیجتے ہیں۔ کیوں نہ بھیجیں جبکہ خدا تعالےٰ خود اور اُس کے فرشتے بھیجتے ہیں +

پیشگوئی ۲۰

بقرہ رکوع ۲۶ - زُیِّنَ لِلَّذِیۡنَ کَفَرُوا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا وَیَسۡخَرُوۡنَ مِنَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا فَوۡقَہُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ ترجمہ۔ کفار کے لئے نری دُنیا ہی کی زندگی کی زینت دیگئی۔ اور وہ مغرور ہو کر مسلمانوں کو جو متقی تھے تمسخر کرتے۔ پر وہ متقی دُنیا میں اور قیامت کے روز بھی اُن پر بڑی فوقیت رکھیں گے +

آیت ہذا میں مومن کو جو منکرین پر فوق فی القیامت فرمایا ہے اُس فوق کے ثابت کرنے کے لئے دُنیا ہی میں مومنین کو فوق۔ غلبہ فتح دیکر اور حکومت میں ممتاز فرما کر قیامت کے فوق کو ثابت کیا ہے۔ تاکہ یہ فوق حشر کے فوق کے حق ہونے پر ایک شاہد بیّن ہو۔ اور انھیں تمسخر کرنے والوں کو دُنیا کے تمسخر کا نشانہ بنایا۔ تاکہ قیامت کے تمسخر پر اور انکی ذلت پر گواہی ہو جائے اور تقیین دلایا جائے کہ جس خدا نے یہ کیا ہے وہ بھی کریگا اور اس طرح خدا کی بات پوری ہو گئی +

پیشگوئی ۲۱

بقرہ رکوع ۲۷ - وَلَا یَزَالُوۡنَ یُقَاتِلُوۡنَکُمۡ حَتّٰی یَرُدُّوۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِکُمۡ اِنِ اسۡتَطَاعُوۡا ؕ وَمَنۡ یَّرۡتَدِدۡ مِنۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِہٖ فَیَمُتۡ وَہُوَ کَافِرٌ فَاُولٰٓئِکَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُہُمۡ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ ۚ وَاُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ترجمہ۔ اے مسلمانو یہ کافر تم سے ہمیشہ لڑتے ہی رہینگے یہانتک کہ مرتد کر لیں تمکو دین تمہارے سے اگر کر سکیں۔ اور یاد رکھو کہ جو کوئی مرتد ہو جائے تم میں سے اسلام سے۔ پس وہ مر چکا اور ہلاکت کا شربت پی چکا۔ اور وہ کافر ہے۔ اور ایسے لوگوں کے وہ کام جو عزت بنانے کے لئے کرتے ہیں بد نتیجہ ہو جائینگے۔ دُنیا ہی کی زندگی میں۔ اور آخرۃ میں بھی اُلٹ نتیجہ پیدا کرینگے اور یہی منکر النار جنگ میں شکار ہو جائینگے اور جس طرح آگ تنکوں کو نابود کر دیتی ہے۔ اسی طرح عرب کے دشمن بے ٹھکانہ بے نشان ہو جائینگے۔ خدا کی یہ بات بھی پوری ہو گی +

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتاب الایمان

ایک بار مینے صحاح ستہ و دیگر کتب میں سے وہ احادیث جمع کیں جو ایمان و اسلام کے بارے میں ہیں۔ اور پھر ایک ترتیب سے ترجمہ کر دیا تا یک جائی طور پر انھیں پڑھ کر فائدہ حاصل کیا جائے ✦ یہ قریبًا اکیس روز کی مسلسل محنت کا نتیجہ ہے ناظرین معمولی نہ سمجھیں

(ایڈیٹر)

اسلام

(۱) اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے اللہ کے معبود محمدؐ کے رسول[1] ہونے کی۔ پانچوں[2] نمازیں قائم کرے۔ زکوٰۃ[3] دے۔ ماہ رمضان[4] کے روزے رکھے۔ بیت اللہ کا بشرط استطاعت (امن[5]۔ زاد راہ) حج کرے۔ (یہ فرض ہے اس سے زیادہ نوافل میں داخل ہے (ب۔ت) دن میں کمی بیشی نہ کرنے والے کو جنت کی بشارت ہے (ت) جُنبی ہو تو غسل کرے۔ مال غنیمت سے پانچواں حصہ دے۔ آپؐ کو خالق ارض و سما کی قسم دیگئی کیا آپؐ کی رسالت اور یہ احکام خدا کی طرف سے ہیں۔ فرمایا۔ ہاں (۵) ✦

(۲) اسلام کیا ہے؟ اپنے تئیں اللہ کی راہ میں سونپ دینا۔ اور سب چیزوں سے الگ ہو جانا (انھیں مقصود بالذات نہ رکھنا) اسی اسلام کے لئے آنحضرت صلعم مبعوث ہوئے۔ (ن) ✦

(۳) دین اسلام ان پانچ باتوں کا نام ہے۔ جن کا قبول ہونا ایک دوسرے پر منحصر ہے۔ اللہ[1] کے سچے معبود۔ محمدؐ کے رسول ہونے کی شہادت اور اللہ اس کے فرشتوں کتابوں رسولوں۔ جنت۔ دوزخ۔ روز آخرت پر ایمان۔ یاد رکھو۔ اللہ یہ ایمان۔ نماز[2] کے سوا جو قصر اسلام کا ستون ہے قبول نہیں کرتا۔ اور یہ ایمان و نماز۔ زکوٰۃ[3] کے سوا

جو گناہوں سے پاک کرنے والی ہے قبول نہیں ہوتے۔ پھر ماہ رمضان کے روزے اگر دیدہ دانستہ ترک کرتا ہے۔ تو نہ ایمان قبول ہوتا ہے نہ نماز نہ زکوٰۃ۔ اور جو یہ چاروں بجالایا مگر باوجود حج کی استطاعت رکھنے کے حج نہیں کرتا۔ یا کم از کم اپنے پر حج کی فرضیت تسلیم نہیں کرتا۔ اور نہ اس کے رشتہ داروں سے کسی نے اسکی طرف حج کیا ہے تو اللہ تعالیٰ ایمان۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ سے کچھ بھی قبول نہیں کرتا۔ (حلیہ) +

(۴) ہر بچے میں اسلام قبول کرنے کی استعداد موجود ہے۔ اور وہ اسی مذہب پر رہے اگر اس کے والدین اسے یہودی۔ مجوسی نہ بنادیں۔ جیسے چارپایہ کا بچہ۔ پہلے صحیح سالم پیدا ہوتا ہے بعد میں اس کے کان وغیرہ کاٹ کر اسے معیوب کر دیتے ہیں۔ (۶-ن) +

(۵) اسلام میں کونسی خصلت بہتر ہے۔ فرمایا۔ کھانا کھلانا۔ اور ... ہر ایک کو آشنا ہو یا ناآشنا۔ سلام دینا (۲-ن) +

(۶) اسلام کی علامت کیا ہے۔ شیریں کلامی۔ تواضع۔ مہمان نوازی۔ سخاوت۔ (احمد) +

مسلمان کی صفات

(۷) کامل مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھوں سے مسلمان بلکہ سب لوگ سلامت رہیں۔ (ت-ن) +

(۸) کامل مجاہد وہ ہے جو اللہ کی بندگی کے بارے میں اپنے نفس سے جہاد کرے۔ (بیہقی)

(۹) حقیقی مہاجر جو چھوٹے بڑے ظاہر باطن سب گناہوں اور موانعات الٰہی کو چھوڑ دے۔ (۵-ت) +

(۱۰) جو شخص ہماری نماز ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرکے پڑھے اور ہماری ذبیح کھالے وہ مسلمان ہے (ب-ا-ت) +

پیشگوئی دربارۂ اسلام

(۱۱) اسلام غربت سے شروع ہوا۔ پھر اخیر زمانے میں غریب ہو جائے گا۔ (م) +

(۱۲) ایک وقت آتا ہے کہ جزیرہ عرب کے گھر گھر کلمۃ الاسلام داخل ہو جائے (اس وقت دو ہی صورتیں ہیں) یا تو اللہ انھیں اس کلمہ کا اہل بنا کر عزت دے یا (عدم تسلیم کی سزا میں) انھیں ذلیل کرے اور وہ فرمانبردار (ذمی) بنکر رہیں۔ پس اللہ ہی کے دین کا غلبہ ہوگا۔ (احمد) +

ایمان کیا ہے

(۱۳) ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اور اُس کے فرشتوں۔ کتابوں۔ رسولوں۔ روز آخرت (موت۔ موت کے بعد جی اُٹھنے) پر ایمان لائے۔ ہر شے کے نیک و بد کا اندازہ پہلے سے کیا ہوا مانے۔ (۵) +

(۱۴) ایمان۔ دل سے سچ کر ماننے۔ زبان سے اقرار کرنے۔ اور اعمال کو بجالانے کا نام ہے (ابن ماجہ) +

(۱۵) ایمان کیا ہے؟ جن باتوں سے اللہ نے منع کیا ہے ان سے باز رہنا۔ (صبر) اور جن کا حکم دیا ہے ان کو بجالانا۔ (سماحت) (احمد) +

ایمان کی علامت

(۱۶) ایمان کی درستی کی نشانی یہ ہے کہ تیری نیکی تجھے خوش کرے اور بدی ناخوش۔ جب تیرے ضمیر میں کوئی امر[۱] کھٹکتا ہو تو اسے چھوڑ دے۔ کیونکہ یہ گناہ ہے۔ (احمد) +

(۱۷) مسجد میں جانے کا عادی ہونا ایمان کی نشانی ہے۔ (ت) +

(۱۸) ایمان کی علامت یہ ہے کہ تو اپنا آگ میں جلایا جانا قبول کرلے۔ مگر اللہ کے ساتھ

[۱] جس کے بارے کوئی نص صریح وارد نہ ہو۔ ضمیر بھی نور تقویٰ سے منور ہو +

شریک نہ کرے۔ اور اپنے رشتہ داروں کے سوا دوسروں سے بھی للہی محبت رکھے (احمد)

(۱۹) دلوں میں جو بُرے خیالات آتے ہیں۔ ان کا زبان پر لانا۔ نہایت بُرا معلوم ہوتا۔ یہاں تک کہ اس اظہار سے آگ میں گر کر کوئلا ہونے اور آسمان سے زمین پر گرنے کو ترجیح دینا۔ عین ایمان ہے۔ شکر ہے اُس اللہ کا جس نے شیطانی مکر کو وسوسہ تک ہی رکھا۔ عملی صورت میں نہ آنے دیا۔ (م+ا) +

متفرق درباره ایمان

(۲۰) تین باتیں ایمان کی جڑ ہیں۔ کلمہ گو کو دکھ نہ دینا۔ اسے کسی بدعملی یا گناہ کی وجہ سے کافر یا خارج از اسلام نہ کہنا۔ جہاد (جیسے اپنے ظالم بادشاہ کا ساتھ بھی عادل کی طرح دینا چاہیئے) تقدیروں پر ایمان لانا (ا) +

(۲۱) احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے گویا کہ اُسے دیکھتا ہے یا کم درجے وہ تجھے دیکھتا ہے۔ (۵) +

(۲۲) ایمان کی ساٹھ ستر سے زیادہ شاخیں ہیں جن میں سے افضل لا الہ الا اللہ اور ادنیٰ رستے سے دُکھ دینے والی چیز کا ہٹا دینا ہے۔ ایک بڑی شاخ حیا (وہ غیرت جو ارتکاب مناہی سے باز رکھے) بھی ہے (۵) +

(۲۳) بہت اچھی صفت ایمان یہ ہے کہ تو اپنی زبان کو خدا کی باتوں میں مشغول رکھے اور جو اپنے لئے پسند نہیں کرتا غیروں کے لئے بھی پسند نہ کرے (احمد) +

مومن کی صفات

(۲۴) اُس نے ایمان کا مزہ چکھا " جس نے اللہ کو رب وحدہٗ لاشریک۔ سچا معبود اور محمدؐ کو رسول۔ اسلام کو دین خوشی سے قبول کیا (م۔ ت) اور اوسط درجے کے مال سے بطیب خاطر زکوٰۃ دی۔ (د) پھر کفر میں لوٹ جانے کو آگ میں پڑنے کے برابر سمجھا (۵۔ ا) +

ل ایسے شخص پر جنت واجب ہو چکی (ابوداؤد) +

(۲۵) کامل مومن وہی ہے جس سے لوگوں کے مال و جان امن میں رہیں (ت+ن)
اور جو اپنے مال متاع اہل و عیال - خویش و اقارب بلکہ تمام لوگوں (۲+ن) اور
دُنیا و ما فیہا کی اشیاء سے اللہ اور اُس کے رسول کو زیادہ محبوب سمجھے اور اُن کے
احکام کو مقدم رکھے (۵-۱) دوستی - دشمنی - خرچ کرنا - نہ کرنا - غرضکہ سب کام اللہ کی
راہ میں اسی کے دین کی خاطر ہوں (۱) جو کچھ اپنے لئے بہتر خیال کرتا ہے - اپنے
بھائی کے لئے بھی کرے - (۵+۱) +

(۲۶) میری امت سے جو شخص ایسا ہے کہ نیکی کرتا ہے اور پھر یہ یقین رکھتا
ہے کہ یہ نیکی ہے اور اسکی جزاء اللہ تعالےٰ دیگا - اور ایسا ہی اگر کوئی بدی کر بیٹھتا
ہے تو اُس کو بُرا کام سمجھ کر اللہ سے بخشش مانگتا ہے - اور یہ یقین رکھتا ہے کہ اسے
اللہ ہی بخشے گا - وہ سچا مومن ہے (حم) +

(۲۷) عوف بن مالک رسول اللہ صلعم کے حضور سچے مومن ہونے کی کیفیت بیان
کرتے ہیں کہ میں دُنیا کی محبت سے آزاد ہو گیا - شب بیداری کرتا ہوں - دوپہر دن کو روزے
سے پیاسا رہتا ہوں - گویا کہ میں اپنے رب کے عرش کو دیکھ رہا ہوں - اور اہل جنت کو
ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہوئے - اور اہل دوزخ کو بھی دیکھ رہا ہوں - فرمایا بس
تم عارف ہو گئے - اِسی پر قائم رہو (ابن ابی شیبۃ) +

(۲۸) دو لونڈیوں سے پوچھا تیرا رب کون ہے؟ اللہ - کہاں بادشاہت ہے؟ آسمانوں میں
میں کون ہوں - اللہ کا رسول - فرمایا مومنہ ہیں - (م+ن-۱) +

(۲۹) خوشی پر صبر - مصیبت پر شکر مومن ہی کا حصہ ہے اس لئے ہر حالت میں
بہتری ہے (مسلم) +

(۳۰) مومن اس درخت کی مانند ہے جو ہمیشہ سرسبز رہے (۲) +

(۳۱) مومن پر اکثر مصیبتوں کی ہوا چلتی رہتی ہے - منافق پہ نہیں مگر یکدم
ہلاک ہو جاتا ہے (ب+ت) +

(۳۲) اعلےٰ درجے کا ایمان یہ ہے کہ آدمی جس جگہ ہو - اللہ کو اپنے ساتھ سمجھے -

اسلام لانے کا فائدہ

(۳۳) اسلام لانے سے پہلے سب گناہ۔ اور ہجرت و حج سے وہ جو حقوق اللہ کے متعلق ہیں معاف ہو جاتے ہیں۔ (م) +

(۳۴) جب کوئی شخص اسلام لائے اور پھر اس اسلام پر ٹھیک قائم ہو جائے تو اسلام قبول کرنے سے پہلے اس نے جو نیکیاں کی تھیں ان کا ثواب بھی اسے ملے گا اور جو گناہ کئے تھے وہ معاف ہو جائینگے اور آیندہ کے لئے ایک نیکی کرے گا تو دس نیکیاں بلکہ سات سو تک حسب اندازہ صدق و اخلاص لکھی جائینگی۔ مگر ایک گناہ کا ایک ہی لکھا جائے گا۔ (۲+ن) +

شرک نہ کرنیسے جنّت اور کرنے سے دوزخ

(۳۵) مجھے جبرئیل نے بشارت دی ہے جو شخص تیری امت سے اس حال میں مرا کہ خدا کے ساتھ شریک ملاتا تھا۔ دوزخ میں جائے گا۔ اور جو نہیں[۱] ملاتا تھا۔ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (مسلم) خواہ زنا اور چوری[۲] کا ارتکاب کیا ہو (دوبار فرمایا) (۲+ت) +

(۳۶) جو گواہی دے کوئی سچا معبود نہیں مگر وہی وحدہ لاشریک۔ اور محمدؐ اس کا رسول ہے[۳] عیسےٰ بھی اللہ کا بندہ ہے اور اُس کا رسول (نہ خدا کا بیٹا) اور جنّت و دوزخ برحق ہیں۔ تو وہ انجام کار جنّت میں داخل ہوگا خواہ عمل کیسے ہوں + (۲+ت) +

---

[۱] بروایتے جو لا الہ الا اللہ کہے پھر اسی اعتقاد پر بغیر اس کا خلاف کہنے اور کرنیکے مرے +

[۲] اس کے لئے استحقاق جنّت ہو گیا۔ خواہ اعمال کی سزا کے بعد ملے یا ممکن ہے گناہ اللہ تعالےٰ اپنی رحمت سے یا بہ شفاعت آنحضرت معاف کردے +

[۳] ایسے شخص پر جو یہ گواہی دے آگ میں ہمیشہ رہنا اللہ نے حرام کر دیا (م) بروایتے جو سچے دل سے یہ گواہی دے۔ اور سچے دل سے گواہی دینے کا ثبوت ہی یہ ہے کہ وہ اعمال صالحہ کرے برائیوں سے بچے اس صورت میں مطلق نار حرام ہے۔ زبان کی گواہی کلمہ شہادت کو پڑھنا ہی اور ہاتھ پاؤں کی گواہی اس کو عملی صورت میں لانا +

(۳۷) اللہ تعالٰے کا حق بندوں[۱] پر یہ ہے کہ اسی کی عبادت کریں۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔ اور بندوں کا اللہ پر یہ کہ جو اس کے ساتھ شریک نہ ملائے اسے عذاب (ہمیشگی کا) نہ دے۔

(۳۸) جو شخص شرک نہیں کرتا[۲]۔ نماز پنجگانہ پڑھتا ہے۔ رمضان[۳] کے روزے رکھتا ہو۔ اُس کے لئے مغفرت[۴] ہے (احمد) +

(۳۹) اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اُس کے ساتھ شریک نہ ملاؤ۔ نماز پڑھو۔ زکوٰۃ دو۔ روزے[۵] رکھو۔ جو تم پر فرض ہیں۔ یہ اعمال بجالاؤ گے تو جنت میں جاؤ گے۔ سائل نے جب کہا ان میں کمی بیشی نہ کرونگا تو فرمایا جس نے بہشتی دیکھنا ہو اسے دیکھے۔ (ت۔ احمد۔ ابن ماجہ)

۱؎ ہیچو قسم احادیث پر بھروسہ کرکے عمل کرنا چھوڑ دینا ممنوع ہے۔ چنانچہ جب بنی نجار کے باغ میں رسول کریم صلعم نے اپنی نعلین مبارک بطور نشان دیکر ابو ہریرہ کو فرمایا کہ جو دلی یقین سے یہ گواہی دیتا ہو۔ **اللہ ہی حقیقی معبود ہے** اسے جنت کی بشارت دیدے۔ حضرت ابو ہریرہ کو سب سے پہلے حضرت عمر ملے۔ یہ کلمات سُنکر آپ ناراض ہوئے آنحضرتؐ کے حضور عرض کیا۔ چونکہ عوام الناس منشائے کلام نہیں سمجھتے اس لئے مجھے خوف ہے اسی پر بھروسہ نہ کر بیٹھیں۔ فرمایا انھیں عمل کرنے دو۔ (م) +

۲؎ بروایتے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور اسکے گناہ اسے ضرر نہیں دینگے۔ جیسے کہ مشرک دوزخ میں جائے گا۔ اور اسکی کوئی نیکی اسکے کام نہ آئے گی۔ (احمد)

یہ خاص صورت میں ہے کہ اللہ اپنے فضل سے سب گناہ بخشدے یا وہ اپنے گذشتہ افعال سے توبہ کرتا ہوا ندامت سے مرتا ہے +

۳؎ حج و زکوٰۃ خاص ہیں اس لئے مذکور نہیں +

۴؎ نیز اسے اللہ بخش دیتا ہے جو اللہ کے حقیقی معبود اور محمدؐ کے رسول ہونے کی شہادت دلی یقین کے ساتھ (ندامت و توبہ سے) دیتا ہوا مرتا ہے (ابن ماجہ) +

۵؎ بروایتے اور حج بیت اللہ کرو۔ الخ +

(۴۰) جو اللہ پر اور روزِ آخرت پر ایمان لاتا ہوا مرتا ہے اُسے کہا جائے گا۔ کہ بہشت کے آٹھ دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہو داخل ہو۔

(۴۱) جس کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو وہ آخر کار جنت میں داخل ہو گا (۱)

(۴۲) (ف) کلمہ طیبہ موت کے وقت پڑھیں تو وہ کلمہ اعمال نامے کے لئے نور ہو جاتا ہے اور پڑھنے والے کو اس سے حالت نزع میں ایک خاص سرور حاصل ہوتا ہے۔

(۴۳) کلمہ طیبہ (جسے میرے چچا نے قبول نہیں کیا) موجب نجات ہے۔ [۵۳] (احمد۔ ابویعلی)

(۴۴) میری شفاعت کا زیادہ تر وہی مستحق ہے جو سچے دل سے لا الہ الا اللہ کہے۔

(۴۵) (ف) لا الہ الا اللہ بے شک جنت کی کنجی ہے مگر ہر کنجی کے دندانے ہوتے ہیں۔ جن کے بغیر وہ کام نہیں دے سکتی۔ پس اس کے ساتھ بھی اعمال صالحہ ضروری ہیں۔ (ب) ؂

ایمان لانے سے دُگنا ثواب
اور نہ لانے سے عذاب

(۴۶) قسمیہ بیان فرمایا۔ کوئی یہودی ہو یا نصرانی۔ جس نے میری رسالت کی خبر سُن لی۔ اور پھر اس دین یا قرآن پر ایمان لائے بغیر مر گیا۔ وہ ضرور دوزخی ہو گا (م)

---

۵۱ اصل بات یہ ہے جس کا ایمان ہو کہ اللہ حاضر و ناظر ہے اور اعمال کی جزا و سزا ضرور دہ ہو گی وہ یقیناً گناہ نہیں کر سکتا۔ پس اعمال اس ایمان کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔

۵۲ یا جو اس یقین پر مرا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں (م)

۵۳ جو اسے قبول کرے وہ آتش دوزخ سے۔ جو اس کا ذکر کرے وہ وسوسہ شیطان سے محفوظ رہے گا۔ حضرت عثمان کو اُس وسوسہ کا یہاں تک فکر تھا کہ حضرت عمرؓ نے آپ کو سلام دیا اور خبر تک نہ ہوئی + ۵۴ فرمایا اس کی شہادت جنت کی کنجیاں ہیں۔ (احمد)

(۴۷) وہ اہلِ کتاب جو اپنے نبی پر ایمان لایا۔ اور محمدؐ پر بھی۔ وہ غلام (مملوک) جس نے اللہ تعالےٰ کا حق ادا کیا اور اپنے مالکوں کا بھی۔ وہ شخص جس نے اپنی لونڈی کو جس سے وہ ہمبستر ہوتا ہو۔ نہایت مہربانی سے کافی ادب اور شریعت کے مسئلے سکھلائے۔ پھر اسے آزاد کرکے نکاح کرلیا۔ ان تینوں کے لئے دو ثواب ہیں (۲) +

(۴۸) جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا۔ دوزخ سے نکال لیا جائے گا۔

جن الفاظ میں بیعت لی جاتی تھی۔

(۴۹) اللہ کے ساتھ شریک نہ ملاؤ۔ نہ چوری کرو۔ نہ زنا۔ اپنی اولاد کو حتیٰ کہ کسی نفس کو بھی جس کا قتل خدا نے حرام کیا ہے قتل نہ کرو۔ اور نہ کسی پر ناحق بہتان باندھو۔ اچھی باتوں میں میری نافرمانبرداری نہ کرو۔[۱] جو شخص اس عہد پر قائم رہا۔ اللہ سے اس کا اجر پائے گا۔ اور جو سوائے شرک کے کسی بات میں عہد شکنی کر بیٹھا۔ پھر دنیا میں اسے سزا (حد۔ بیماری) ملی تو وہ بطور کفارہ ہوگی۔ اور اگر نہ ملی تو اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے چاہے تو بخشدے چاہے تو عذاب دے (۵-۱)۔

(۵۰) اللہ ہی کی عبادت کرینگے۔ پنجگانہ نماز پڑھتے رہینگے۔ رسول اللہ کی باتیں ہر حال میں سنینگے اور اطاعت کرینگے[۲]۔ اور بھیک نہ مانگینگے (م-۱-ن)
ایسے شخص کی خلافت میں جو اسکی اہلبیت رکھتا ہے۔ جھگڑا[۳]۔ اور خدا کی راہ میں کسی کی ملامت کا خوف نہ کرینگے۔ جہاں ہونگے حق بات کہینگے +

---

[۱] عورتوں سے بھی آپ نے انہی باتوں پر بصیغہ متکلم مع الغیر اقرار بیعت لیا (ل-ق-ن)، ان سے مصافحہ نہیں کیا۔ بلکہ صرف زبانی اقرار (۶) +

[۲] آنحضرتؐ ان الفاظ کے ساتھ "جس امر میں قدرت وطاقت ہے" کی قید لگا دیتے تھے (۶)

[۳] جب تک کفر بے تاویل نہ دیکھیں +

مسلمان سے کیسا سلوک کرنا چاہیئے

(۵۱) کلمہ گو جھوٹے معبودوں سے کنارہ کش کے مال و جان پر دست اندازی حرام ہے اور ہم ظاہر اسلام پر حکم کرتے ہیں (مسلم)۔

(۵۲) ہر مسلمان کا مال و جان دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ بجز جائز طریقے کے اس سے ایسا ہی سلوک کرے جیسا اپنے نفس سے کیا جانا چاہیئے - دونو بھائی ہیں۔ ایک دوسرے کے مددگار۔ مشرک کا اسلام لانے کے بعد بھی کوئی عمل قبول نہیں جب تک مشرکوں سے قطع تعلق کر کے مسلمانوں میں نہ آ جاوے۔ (ن)۔

(۵۳) میں مامور ہوں اِن لوگوں سے مقابلہ کرنے پر یہاں تک کہ اللہ کے سچے معبود و محمدؐ کے رسول ہونے کی گواہی دیں۔ نماز پڑھیں۔ زکوٰۃ ادا کریں۔ جب ایسا کرنے لگیں۔ تو پھر بجز حق اسلام ان کے مال و جان سے تعرض نہ ہوگا (۲)

(۵۴) جو شخص بظاہر کلمۂ شہادت اور نماز پڑھتا ہے۔ گو منافق ہو۔ اسے قتل کرنا ممنوع ہے۔ (مالک)

مختلف مضامین دربارۂ ایمان و اسلام بطور وعظ

(۵۵) ایک دوسرے کی جان و مال آبرو پر ناحق ہاتھ ڈالنا ہمیشہ کے لئے ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ تم اس شہر (مکہ) میں اس مہینے (ذوالحج) اس روز (عرفہ) ایسی ناشائستہ حرکات کو حرام سمجھتے ہو (۲) تمہیں بہت جلدی خدا کے سامنے حاضر ہو کر اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی پڑیگی۔ پس ایسا نہ ہو میرے بعد گمراہ ہو جاؤ۔ اور باہمی کشت و خون شروع کر دو۔ تمہاری عورتوں سے اگر کوئی بے حیائی کا کام صادر ہو۔ تو تم بطور سزا۔ ان سے ہمبستر نہ ہونے اور انہیں

۵۱ حقیقۃً یا حکماً جزیہ قبول یا صلح۔ ۱۲۔ ۵۳ مثلاً قصاص یا مال کا عوض۔ ۱۲

مارنے کے مجاز ہو۔ مگر زیادہ سخت نہیں۔ پھر جب اطاعت کرنے لگیں تو انھیں تکلیف نہ دو۔
عورتوں کا تم پر یہ حق ہے کہ انھیں اچھا کھانا اور کپڑا دو۔ ان سے نیک معاشرت کرو۔ اور
تمہارا حق ان پر یہ کہ وہ تمہارے دشمنوں کو گھر میں نہ آنے دیں۔ اس شہر (مکہ) میں شیطان
ہمیشہ کے لئے عبادت[1] سے محروم ہوگیا ہے ہاں معمولی باتوں میں تم اسکی اطاعت کرو گے
اور وہ اسی سے راضی ہوجائے گا۔ (۲+ت)

خیانت۔ دغا۔ فساد سے قلب کو بچانا ہے تو محض اللہ کے واسطے عمل کرو۔ خلیفۂ وقت
کی خیر خواہی اور لزوم جماعت مسلمین کو نہ چھوڑو۔ (رزین)

ہاں جاہلیت کی رسمیں چھوڑ دو۔ پچھلے سود موقوف اور خون معاف ہوئے۔ یہ باتیں
جو حاضر ہے۔ غائب کو پہنچادے کہ شاید وہ اس سے زیادہ سمجھ دار ہو +

(۵۶) نیکی کے دروازے یہ ہیں:-

روزہ جو گناہوں کے تیروں کے لئے ڈھال کا کام دیتا ہے۔ صدقہ اور نماز تہجد
گناہوں کی آگ کو پانی کی طرح بجھا دیتے ہیں۔ دین کے لئے اسلام[2] بمنزلہ سر کے ہے۔ اور نماز
بمنزلہ ستون۔ اور جہاد بمنزلہ کوہان[3]۔ کل نیکیوں کی جڑ زبان کی محافظت ہے کیونکہ
لوگوں کو انکی زبانوں کی بے احتیاطی ہی دوزخ میں گراتی ہے (احمد۔ ابن ماجہ۔ ت) +

(۵۷) اُس کا ایمان کامل نہیں جو امانت کو۔ اور اُس کا دین کامل نہیں جو عہد (قول
قرار) کو نگاہ نہ رکھے[4]۔ (بیہقی)

(۵۸) جہاد کس نے سب سے اچھا کیا؟ جس کا گھوڑا بھی مارا گیا۔ اور خود بھی شہید
ہُوا۔ کونسی ہجرت سب سے بہتر ہے یہ کہ جس چیز پر تیرا رب راضی نہیں۔ اسے چھوڑ دے۔
نماز میں کونسی چیز بہتر ہے۔ دیر تک خشوع کے ساتھ دعائیں مانگتے رہنا۔ کونسا وقت
مبارک ہے۔ پچھلی رات کا درمیانی حصہ۔ ایمان میں کونسی بات بہتر ہے۔ خوش اخلاقی +

---

[1] یعنی بت پرستی نہ ہوگی ۱۲ [2] کلمۂ شہادت یا اپنے تئیں اللہ کی راہ میں سونپ دینا ۱۲ [3] جس سے اسلام کا بول بالا ہوتا ہے ۱۲ [4] امانت سے اناعوضنا والی امانت یعنی تکالیف شرعیہ۔ اور عہد سے عہد الست جو حفظ حقوق ربوبیت کے لئے تھا مراد لیں تو معنے بالکل صاف ہیں کہ جسے ان کا پاس نہیں وہ مومن و متدین کیسے ہوسکتا ہے ۱۲

(۵۹) سو بات کی ایک بات یہ ہے۔ اللہ پر ایمان لاؤ۔ اسپر استقامت اختیار کرو۔ (م)

(۶۰) اللہ تعالےٰ نے کشفی نظارہ دکھلایا۔ ایک سیدھا رستہ ہے جسکے دونوں کناروں پر دروازے ہیں اور دروازوں پر پردے۔ ایک بلانے والا رستے کے سرے پر ہے اور ایک اوپر وہ رستہ اسلام ہے۔ دروازے محارم الٰہی۔ پردے حدود الٰہی۔ رستے کے سرے پر بلانے والا قرآن۔ اور اوپر سے بلانے والا اللہ کا واعظ جو ہر مومن کے دل میں ہوتا ہے (ت۔ ر)

(۶۱) ہمیں رسول اللہ صلعم صراط مستقیم کے بہت نزدیک چھوڑ گئے۔ جس کے دائیں بائیں اور بھی کئی رستے ہیں۔ جنپر کچھ لوگ اپنی طرف بلاتے ہیں۔ اب جس نے ان رستوں کو قبول کیا وہ دوزخ میں۔ اور جو سیدھے رستے چلا گیا وہ بہشت میں جائے گا۔ (رزین)

قدسی حدیثیں

(۶۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ ابن آدم مجھے جھٹلاتا ہے اور یہ اسے سزاوار نہیں۔ جب وہ کہتا ہے کہ مجھے دوبارہ (بعد مرنے کے) زندہ نہیں کرے گا۔ حالانکہ جب مَیں نے عدم محض سے پیدا کر لیا۔ تو کیا دوبارہ زندہ کرنا مشکل ہے اور مجھے گالی دیتا ہے اور یہ اسے لائق نہیں۔ جب کہتا ہے کہ اللہ اولاد رکھتا ہے۔ میری ذات پاک ہے اس عیب سے کہ کوئی جورو یا اولاد رکھوں میں واحد لاشریک بے نیاز ہوں۔ نہ مَیں نے کسی کو جنا نہ میں کسی سے جنا گیا۔ نہ کوئی میرے برابر کا ہے۔

(۶۳) فرمایا اللہ تعالےٰ نے مجھے رنجیدہ کرتا ہے ابن آدم۔ جبکہ وہ زمانہ کو گالی دیتا ہے کیونکہ میں ہی ہوں دھر (تصرف کرنیوالا) میرے ہی قبضہ قدرت میں سب کام ہیں۔ اور میں ہی رات دن کو بدلاتا ہوں (۲)

(۶۴) گستاخانہ کلمات سنکر صبر[۲] سے کام لینے والا اللہ سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ چنانچہ لوگ اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد ثابت کرتے ہیں اور وہ انھیں عافیت بخشتا ہے اور رزق دیتا ہے (۲)

قیامت

(۶۵) اللہ مُردوں کو کس طرح زندہ کرے گا۔ فرمایا کبھی تم قحط زدہ زمین پر گذرے ہو پھر اسکی سرسبزی کی حالت میں بھی۔ بس اسی طرح جی اُٹھنا ہوگا (احمد)

(۶۶) قیامت کو ان پانچ غیبوں میں فرمایا جو لقمان پارہ ۲۱ رکوع ۱۳ میں مذکور ہیں (ترمذی)

۲ے گنہگاروں سے انتقام لینے میں جلدی نہ کرنے والا۔ معاف کرنے (خاصۂ حلم) یا تاخیر ۱۲

لہ ایسا ہو کوئی صراط مستقیم سے اِدھر اُدھر ہو کر ان میں گر پڑے اور وہ وصل جائے

احساں نہ تیرا بھولوں گا تازیست اے مسیح
پہنچادے گر تو یار کے در پر ذرا مجھے

سجدہ کناں ہوں در پہ ترے اے مرے خدا
اٹھوں گا جب اٹھائیگی یاں سے قضا مجھے

ڈوبا ہوں بحرِ عشق الٰہی میں شادؔ میں
کیا دے گا خاک فائدہ آبِ بقا مجھے
